اسلام میں فرد کی آزادی کی قانونی حیثیت

مولانا سید اسرار الحق سبیلی

اسلام دینِ فطرت ہے۔ اس میں فرد کی جائز خواہشات، ضروریات، نفسیات اور طبعی تقاضوں کا بھرپور خیال رکھا گیا ہے۔ شریعتِ اسلامی کا کوئی حکم بھی انسان کی فطری خواہش اور جذبۂ آزادی کے خلاف نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو خیر و شر کا راستہ بتا دیا اور ان دونوں میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنے کی آزادی دی ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

وَنَفۡسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا. فَاَلۡهَمَهَا فُجُوۡرَهَا وَتَقۡوٰىهَا. قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَكّٰىهَا. وَقَدۡ خَابَ مَنۡ دَسّٰىهَا۔ (الشمس: ۷-۱۰)

اور قسم ہے انسان کی جان کی اور اس ذات کی جس نے اس کو درست بنایا، پھر اس کی بدکرداری اور پرہیزگاری (دونوں باتوں کا) اس کو القاء کیا، یقیناً وہ مراد کو پہونچا جس نے اس جان کو پاک کرلیا، اور وہ نامراد ہوا جس نے اس کو (فجور میں) دبا دیا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو خیر کے اختیار کرنے اور شر سے بچے رہنے پر مجبور نہیں کیا، بلکہ خیر و شر کا نفع و نقصان بیان کردیا، تاکہ وہ اپنی مرضی سے خیر کو اختیار کرے اور شر سے بچے۔ اسی طرح دوسری آیت میں ارشاد ہے:

وَهَدَيۡنٰهُ النَّجۡدَيۡنِ۔ (البلد: ۱۰)

اور (پھر) ہم نے اس کو دونوں راستے (خیر و شر) بتلا دیے۔

آئندہ سطور میں واضح کیا جائے گا کہ وہ کون کون سی بنیادی آزادیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو عطا کی ہیں اور اسلام نے اپنی ریاست میں رہنے والوں کو ان کی ضمانت دی ہے۔

(۱) مذہب وعقیدہ کی آزادی

اس سلسلہ میں اسلام کی تعلیمات بالکل واضح ہیں اور یہ اسلام کی خوبی اور کشادہ قلبی کا واضح ثبوت ہے۔ اسلام نے مذہب وعقیدہ کے معاملہ میں کسی قسم کی تنگ نظری اور جبر کو پسند نہیں کیا ہے اور ہر شخص کو اپنی پسند کے مذہب پر باقی رہنے اور اسے اختیار کرنے کی آزادی دی ہے، چناں چہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لاَ إِكْرَاهَ فِيُ الدِّيْنِ قَد تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ۔(البقرۃ:۲۵۶)

دین میں کوئی زبردستی نہیں، (کیوں کہ) ہدایت یقیناً گمراہی سے ممتاز ہو چکی ہے۔

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لآمَنَ مَن فِيُ الأَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعاً أَفَأَنتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتَّى يَكُونُواْ مُؤْمِنِيْنَ۔

(یونس:۹۹)

اگر آپ کا رب چاہتا تو تمام روئے زمین کے لوگ سب کے سب ایمان لے آتے، (جب یہ بات ہے) تو کیا آپ لوگوں پر زبردستی کر سکتے ہیں جس سے وہ ایمان ہی لے آئیں۔

فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنتَ مُذَكِّرٌ. لَّسْتَ عَلَيْهِم بِمُصَيْطِرٍ۔

(الغاشیۃ:۲۱-۲۲)

(تو آپ بھی ان کی فکر میں نہ پڑیے) بلکہ صرف نصیحت کردیا کیجیے، کیوں کہ آپ تو صرف نصیحت کرنے والے ہیں، آپ ان پر مسلط نہیں ہیں۔

(۲) عبادت کی آزادی

سویت یونین ممالک میں کمیونزم کے عروج کے زمانہ میں عبادت کی اجازت نہیں تھی اور گرجا گھر وغیرہ بند کردیے گئے تھے۔ اسلام نے تمام مذاہب کے ماننے والوں کے لیے عبادت کی آزادی دی ہے اور عبادت گاہوں اور عبادت میں مصروف لوگوں سے تعرض کرنے سے خاص طور پر منع کیا ہے۔ ملک العلماء علامہ کاسانیؒ (م۵۸۲ھ) لکھتے ہیں:

وکذلک العجوز التی لایرجی ولدھا، وکذلک الرھبان وأصحاب الصوامع

ایسی بوڑھی جس سے اولاد ہونے کی امید نہ ہو، اسی طرح راہب حضرات، اور اصحاب دَیر

إذا كانوا حضوراً لا يلحقون، وإن لم يقدر المسلمون على حمل هولاء ونقلهم إلى دارالاسلام لا يحل قتلهم ويتركون في دار الحرب، لأن الشرع نهى عن قتلهم۔[1]

جب جنگ میں شروع سے حاضر ہوں، اور مسلمان ان کو دارالاسلام منتقل کرنے پر قادر نہ ہوں تو ان کو قتل کرنا جائز نہیں ہوگا، ان کو دارالحرب میں چھوڑ دیا جائے گا، کیوں کہ شریعت نے ان کو قتل کرنے سے منع کیا ہے۔

آگے وہ ذمیوں کے حقوق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وأما الكنائس والبيع القديمة فلا يتعرض لها، ولا يهدم شئ منها ... ولو انهدمت كنيسة فلهم أن يبنوها كما كانت، لأن لهذا البناء حكم البقاء، ولهم أن يستبقوها، فلهم أن يبنوها۔[2]

بہرحال قدیم کنائس اور بیع (یہود و نصاریٰ کی عبادت گاہیں) سے تعرض نہیں کیا جائے گا اور نہ ان کا کوئی حصہ منہدم کیا جائے گا۔ اگر وہ منہدم ہو جائیں تو ان کو پہلے کی طرح بنانے کا حق ہوگا، کیوں کہ یہ تعمیر بقا کے حکم میں ہے اور ان کو باقی رکھنے کا حق ہے، لہٰذا ان کی تعمیر کا بھی حق ہوگا۔

(۳) علم حاصل کرنے کی آزادی

اسلام میں ہر فرد کو علم نافع حاصل کرنے کی آزادی ہے۔ اس سلسلے میں مسلمانوں کو غیر مسلموں سے اور غیر مسلموں کو مسلمانوں سے استفادہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اسلام نے علم کے معاملہ میں کوئی تنگی نہیں برتی ہے۔ یہ تنگی زمانۂ قدیم میں ہندومت اور کلیسائی نظام میں پائی جاتی تھی اور آج کارپوریٹ کلچر نے غریبوں کے لیے اعلیٰ علیم کے دروازے عملاً بند کردیے ہیں۔ اسلام نے علم کے حصول کو آسان اور سستا بنایا ہے۔ اس سلسلہ میں آیات و احادیث اور اسلامی تاریخ شاہدِ عدل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَإِنْ أَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّى يَسْمَعَ كَلَامَ اللّٰهِ ثُمَّ أَبْلِغْهُ

اور اگر مشرکین میں سے کوئی آپ سے پناہ کا طالب ہو تو آپ اس کو پناہ دیجیے، تاکہ وہ کلام

مَأۡمَنَهُ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمۡ قَوۡمٌ لَّا يَعۡلَمُونَ ۔ (التوبۃ:٦)

الٰہی سن لے، پھر اس کو اس کی امن کی جگہ پہنچادیجیے۔ یہ (حکم) اس سبب سے ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو علم نہیں رکھتے۔

صحابی رسول حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں:

أمرني رسول الله ﷺ أن أتعلم السريانية۔[۳]

مجھے رسول اللہ ﷺ نے سُریانی زبان سیکھنے کا حکم فرمایا۔

حضرت علیؓ کا قول ہے:

العلم ضآلة المؤمن فخذ ولو من المشركين۔[۴]

علم مومن کا گم شدہ سرمایہ ہے، اسے حاصل کرو، اگرچہ مشرکین سے حاصل ہو۔

ڈاکٹر صباح الدین عبدالرحمٰنؒ نے لکھا ہے کہ مسلمانوں کے سیاسی و علمی عروج کے زمانہ میں یونان، روم اور یورپ جہالت کی تاریکی میں ڈوبے ہوئے تھے اور بغداد، قرطبہ، غرناطہ اور قاہرہ علمی مراکز تھے۔ اہلِ یورپ یہاں کی درس گاہوں میں تعلیم پاتے تھے۔ پوپ سادس نے اپنی تعلیم قرطبہ کی درس گاہ میں پائی تھی۔[۵]

(۴) تجارت و روزگار کی آزادی

اسلامی مملکت میں نہ صرف ذمی باشندوں کو بلکہ دارالاسلام سے باہر رہنے والے غیر مسلموں کو بھی اجازت لے کر دارالاسلام میں تجارت و روزگار کی آزادی ہے۔ اس دوران ان کی جان و مال کے تحفظ کی ضمانت دی گئی ہے۔[٦]

(۵) کھانے پینے اور خرید و فروخت کی آزادی

اسلام نے کھانے پینے کے سلسلہ میں آزادی دی ہے۔ ہر شخص اپنے مذہب کے مطابق اشیاءِ خورد و نوش کی خرید و فروخت اور ان کا استعمال کرسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

كُلُوا وَتَمَتَّعُوا قَلِيلًا إِنَّكُم مُّجۡرِمُونَ ۔ (المرسلات:۴٦)

تم (دنیا میں) تھوڑے دن کھالو اور مزے کرلو، بے شک تم مجرم ہو۔

علامہ کاسانیؒ لکھتے ہیں:

ویتـرکـون أن یسـکـنـوا فـی امصـار المسلمین یبیعون ویشترون۔ ۷

ذمیوں کو آزادی دی جائے گی کہ وہ مسلمانوں کے شہروں میں رہائش اختیار کریں اور خرید و فروخت کریں۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

ولا یُـمنعون من إظهار شیئ مما ذکرنا مـن بیـع الـخـمر والخنزیر والصلیب، وضـرب الـنـاقـوس فی قریة أو موضع لیـس مـن أمصار المسلمین ، ولو کان فیه عدد کثیر من أهل الاسلام۔ ۸

گاؤں میں یا ایسی جگہ جو مسلمانوں کے بڑے شہروں میں سے نہ ہو، وہاں ان کو شراب، خنزیر اور صلیب کی خرید و فروخت اور ناقوس بجانے سے نہیں روکا جائے گا، اگرچہ وہاں مسلمانوں کی بڑی تعداد رہتی ہو۔

بلکہ فقہاء نے یہاں تک لکھا ہے:

مـرّ رجـل مـن أهـل الذمة بخمر له فی سـفـیـنـة فـی مثل دجلة أو الفرات، فمرّ بـذلک فی وسط بغداد، أو مدائن، أو واسط لایمنع من ذلک، وکذلک لو أراد الـمـرور بـالـخـمـر فی طـریـق الأمـصـار، ولا مـمـرّ لهم غیر ذلک، فـإنهم لایُمنعون عنه، و ینبغی للإمام أن یبـعـث مـعـهم أمینا حتی لا یتعرّض أحد مـن الـمـسـلـمین لهم، وحتی لا یدخلوا ذلک فـی مـسـاکـن الـمـسـلـمـین المتهمین بشرب ذلک۔ ۹

کوئی ذمی دریائے دجلہ یا فرات میں کشتی میں شراب رکھ کر لے جائے اور بغداد، مدائن یا واسط شہر کے درمیان سے گزرے، تو اس کو نہیں روکا جائے گا۔ اسی طرح اگر شراب لے کر بڑے شہروں سے گزرنا چاہے اور ان کے لیے کوئی دوسری گزرگاہ نہ ہو، تو ان کو نہیں روکا جائے گا، اور بہتر ہے کہ امام ان کے ساتھ ایک امانت دار شخص کو کردے، تاکہ کوئی مسلمان ان کو نہ چھیڑے، اور وہ بھی ان مسلمانوں کے گھروں میں شراب نہ لے جاسکیں جو اس کے پینے کے سلسلہ میں متہم ہوں۔

(۶) رہنے سہنے کی آزادی

اسلامی مملکت میں غیر مسلم ذمیوں کو آزادی کے ساتھ رہنے سہنے کا حق حاصل ہے۔

چناں چہ علامہ ابن عابدین شامیؒ (م ۱۲۵۲ھ) لکھتے ہیں:

... فاشتری بها اهل الذمة دوراً وسكنوا مع المسلمين لم يمنعوا من ذلك، فإنا قبلنا منهم عقد الذمة ۔[۱۰]

اہل ذمہ دارالاسلام میں مکانات خرید کر مسلمانوں کے ساتھ رہنے لگیں، تو انھیں اس سے نہیں روکا جائے گا، کیوں کہ ہم نے ان سے عہدِ ذمہ قبول کیا ہے۔

اور علامہ حصکفیؒ (م ۱۰۸۸ھ) لکھتے ہیں:

وإذا تكارى أهل الذمة دورا فيما بين المسلمين يسكنوا فيها فى المصر جاز۔[۱۱]

اگر اہل ذمہ مسلمانوں کے درمیان شہر میں رہائش کے لیے مکانات کرایہ پر لیں، تو یہ جائز ہے۔

اسلامی ریاست میں ذمیوں کی جان و مال اسی طرح محفوظ رہتے ہیں جس طرح مسلمانوں کی جان و مال محفوظ رہتے ہیں۔ اگر کوئی مسلمان کسی ذمی کو قتل کر دے تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس مسلمان کو قصاصاً قتل کیا جائے گا۔ علامہ برہان الدین مرغینانیؒ (م ۵۹۳ھ) صراحت کرتے ہیں:

ويقتل الحرّ بالحرّ والحرّ بالعبد والمسلم بالذمى۔[۱۲]

آزاد کو آزاد کے بدلہ، آزاد کو غلام کے بدلہ اور مسلم کو ذمی کے بدلہ قتل کیا جائے گا۔

(۷) آمد و رفت کی آزادی

اسلامی ریاست اپنے تمام شہریوں کو گھومنے پھرنے کی آزادی دینے کی پابند ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلْ سِيرُوا فِى الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِن قَبْلُ۔ (الروم: ۴۲)

آپ فرما دیجیے کہ ملک میں چلو پھرو، پھر دیکھو کہ جو لوگ پہلے گزرے، ان کا کیا انجام ہوا؟۔

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوا فِى الْبِلَادِ. مَتَاعٌ قَلِيلٌ ثُمَّ مَأْوٰهُمْ جَهَنَّمُ۔ (آل عمران: ۱۹۶-۱۹۷)

تجھ کو ان کافروں کا شہروں میں چلنا پھرنا مغالطہ میں نہ ڈال دے، یہ چند روزہ بہار ہے، پھر ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔

(۸) ذاتی معاملہ کی آزادی

فطری طور پر ہر شخص اپنے خانگی معاملہ میں آزادی چاہتا ہے اور اس میں دخل اندازی کو سخت ناپسند کرتا ہے۔ اسلام نے ہر شخص کو اس کے ذاتی معاملہ میں آزادی دی ہے۔ قرآن میں کسی کے گھر میں بلا اجازت داخل ہونے اور جاسوسی اور غیبت کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيۡنَ آمَنُوا لَا تَدۡخُلُوا بُيُوتاً غَيۡرَ بُيُوتِكُمۡ حَتّٰى تَسۡتَأۡنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلٰى أَهۡلِهَا۔ (النور: ۲۷)

اے ایمان والو! تم اپنے گھروں کے علاوہ دوسرے گھروں میں داخل نہ ہو، جب تک کہ اجازت حاصل نہ کرلو اور گھر والوں کو سلام نہ کرلو۔

وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغۡتَبۡ بَّعۡضُكُمۡ بَعۡضاً۔ (الحجرات: ۱۲)

اور سراغ مت لگایا کرو، اور کوئی کسی کی غیبت نہ کرے۔

فقہاء نے ذمیوں کے حقوق بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

وفی التجرید : ولا ینبغی للمسلمین أن ینزلوا علیهم فی منزلهم، ولا یأخذوا شیئا من دورهم وأراضیهم إلا بتمليك من قبلهم، كذا فی التتارخانية۔[۱۳]

'تجرید' میں ہے: مسلمانوں کے لیے مناسب نہیں ہے کہ وہ ذمیوں کے گھروں میں قیام کریں اور ان کی طرف سے بغیر مالک بنائے ان کے گھروں اور زمینوں میں سے کچھ حاصل کریں، جیسا کہ فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے۔

(۹) اظہارِ حق کی آزادی

فرد کی آزادی میں ایک اہم چیز فکر و خیال اور حق بات کے اظہار کی آزادی ہے، لیکن آج اسی آزادی کا غلط استعمال کرکے اسلام، پیغمبرِ اسلامؐ اور مسلمانوں کے خلاف بہتان تراشی کی جارہی ہے۔ اسلام نے جائز حدود کے اندر انسانوں کو یہ آزادی عطا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاللّٰهُ لَا يَسۡتَحۡيِیۡ مِنَ الۡحَقِّ۔ (الاحزاب: ۵۳)

اللہ تعالیٰ حق بات کہنے سے نہیں شرماتا ہے۔

حدیث میں ہے:

أفضل الجهاد كلمة عدل عند سلطان جائر۔۱۴	ظالم بادشاہ کے سامنے حق وانصاف کی بات کرنا افضل درجہ کا جہاد ہے۔

ایک روایت میں حضرت عبادہ بن صامتؓ فرماتے ہیں: ہم نے رسول اللہ ﷺ سے چند باتوں پر بیعت کی۔ ان میں سے ایک بات یہ بھی تھی:

ان نقول بالحق أينما كنا، لا نخاف فى الله لومة لائم۔۱۵	ہم جہاں بھی ہوں، حق بات کہیں گے، اللہ کی بات کہنے میں ہم ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

ایک حدیث میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

كلا! والله لتامرنّ بالمعروف ولتنهونّ عن المنكر ولتاخذنّ على يدى الظالم ولتاطرنّه على الحق إطراً و لتقصرنّه على الحق قصراً، أو ليضربنّ الله بقلوب بعضكم على بعض، ثم ليلعنّكم كما لعنهم۔۱۶	خبردار! اللہ کی قسم، تم ضرور بھلائی کا حکم دو، برائیوں سے روکو، ظالم کے دونوں ہاتھ پکڑ لو، اس کو حق کی طرف موڑ دو، اور اس کو حق کی طرف لوٹا دو، ورنہ اللہ تمہارے دلوں کو خلط ملط کر دے گا، پھر تم پر لعنت کرے گا، جیسا کہ اس نے تم سے پہلے کے لوگوں پر لعنت کی ہے۔

اسلام میں اظہارِ خیال کی آزادی کی بہترین مثال حضرت عمرؓ اور ایک بڑھیا کا مشہور واقعہ ہے۔ حضرت عمرؓ منبر پر خطبہ دیتے ہوئے لوگوں کو مہر کم باندھنے کی تلقین کر رہے تھے۔ اس پر مجمع میں سے ایک بڑھیا اٹھی اور اس نے امیر المومنین کو ٹوکا۔ اس نے قرآن کی یہ آیت پڑھی: ''وَآتَيْتُمْ إِحْدٰهُنَّ قِنطَاراً فَلاَ تَأْخُذُواْ مِنْهُ شَيْئاً''۔ (النساء:۲۰) (اگر تم نے بیوی کو ڈھیر سا مال دے دیا ہے تو اس میں سے کچھ بھی واپس نہ لو)۔ اور کہا کہ جب اللہ نے کوئی حد مقرر نہیں کی ہے تو آپ حد مقرر کرنے والے کون ہوتے ہیں؟ حضرت عمرؓ نے اپنی بات واپس لے لی اور فرمایا: ''ایک عورت نے صحیح بات کہی اور مرد نے غلطی کی''۔۱۷

البتہ اظہارِ خیال کا یہ مطلب نہیں کہ کسی کو گالی دی جائے، دوسرے مذہب والوں پر طعن وتشنیع کی جائے، دل آزار مضامین اور کارٹون شائع کیے جائیں۔ یہ اظہارِ خیال کی آزادی

نہیں ہے، بلکہ گالی گلوچ، دل آزادی اور جہالت کی آزادی ہے، جو یقیناً مہذب معاشرہ میں نا قابلِ قبول ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلاَ تَسُبُّواْ الَّذِيْنَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللّهِ فَيَسُبُّواْ اللّهَ عَدْواً بِغَيْرِ عِلْمٍ كَذَلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ أُمَّةٍ عَمَلَهُمْ۔ (الانعام: ۱۰۸)

اور تم ان کو گالی نہ دو، جن کی یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر پوجا کرتے ہیں، (کیوں کہ) پھر وہ جہالت میں حد سے گزر کر اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کریں گے۔ ہم نے اسی طرح ہر طریقہ والوں کو ان کا عمل مرغوب بنا رکھا ہے۔

اسلام نے فرد کو جو آزادی دی ہے اس کی قانونی حیثیت کے بعض پہلو سطور بالا میں پیش کیے گئے ہیں۔ مزید تفصیلات سے یہاں تعرض نہیں کیا گیا ہے۔ اس کے لیے فقہ، اسلامی قانون اور حقوق کے موضوع پر مبسوط تصانیف کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

مدیر محترم مولانا سید جلال الدین عمری نے انسانی حقوق کے موضوع پر متعدد پہلوؤں سے کام کیا ہے۔ اپنی کتاب 'غیر مسلموں سے تعلقات اور ان کے حقوق' میں انھوں نے اس سے بحث کی ہے کہ ایک فرد کو، خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم، اسلامی ریاست میں کیا حقوق حاصل رہتے ہیں۔ دوسری کتاب 'اسلام- انسانی حقوق کا پاسبان' میں اس پہلو کو ابھارا ہے کہ اسلام نے ہر حال میں انسانی حقوق کی حفاظت کی ہے اور ہر فرد کو ظلم و تعدّی سے بچایا ہے۔ ان کی بعض اور تصانیف، مثلاً 'کم زور اور مظلوم اسلام کے سایے میں' اور 'اسلام اور انسانی حقوق' وغیرہ میں اس موضوع پر قیمتی بحثیں ملتی ہیں۔ (رضی الاسلام)

حواشی و مراجع

۱ بدائع الصنائع، ۶/۶۵

۲ ایضاً، ۶/۸۴

۳ اخرجہ البخاری فی الأحکام تعلیقاً وأبوداؤد فی العلم

۴ التراتیب الاداریۃ للکتانی، ۲/۳۴۸

۵ مسلمانوں کے عروج و زوال کے اسباب، ص ۷۲-۷۳

۶ ملاحظہ کیجیے ہدایہ،۲/ ۵۸۵-۵۸۷، فتاوی عالم گیری،۲/ ۲۳۴-۲۳۶

۷ بدائع الصنائع، ۶/ ۸۳

۸ ایضاً

۹ الفتاویٰ الہندیۃ،۲/ ۲۵۱

۱۰ ردالمحتار، ۶/ ۲۵۵

۱۱ الدرالمختار، ۶/ ۲۵۵

۱۲ الہدایہ،۴/ ۵۶۲

۱۳ الفتاویٰ الہندیۃ،۲/ ۲۵۱

۱۴ سنن ابی داؤد: ۴۳۴۴

۱۵ بخاری: ۷۱۹۹، مسلم: ۱۷۰۹

۱۶ سنن ابوداؤد: ۴۳۳۶، ۴۳۳۷

۱۷ تفسیر ابن کثیر، دارابن حزم، بیروت، لبنان، ۲۰۰۰ء، ص ۴۵۶

☆☆☆

اسلام اور مشکلاتِ حیات

از

مولانا سید جلال الدین عمری

اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں پر مشکلات اور مصائب کیوں آتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو ملّی اور اجتماعی، شخصی اور انفرادی مشکلات سے کیوں گزارا جاتا ہے؟ امراض، جسمانی تکالیف، مالی مشکلات، حادثات اور صدمات میں ایک مومن کا کیا رویہ ہونا چاہئے؟ مرض اور مشکلاتِ حیات میں خودکشی کیوں ناجائز ہے؟ مرض کی شدّت میں کسی کی جان کیوں نہیں لی جاسکتی؟ یہ کتاب قرآن وحدیث کی روشنی میں ان سوالات کے جوابات فراہم کرتی ہے۔ مؤثر اندازِ بیان، دل نشیں بحث اور علمی اسلوب

آفسیٹ کی حسین طباعت، خوبصورت سرورق، صفحات: ۸۸ قیمت=/ ۸ روپے

ملنے کے پتے

ادارۂ تحقیق وتصنیف اسلامی، پوسٹ بکس نمبر: ۹۳، علی گڑھ-۲

مرکزی مکتبہ اسلامی پبلیشرز، دعوت نگر ابوالفضل انکلیو، نئی دہلی-۲۵